66138 - کیا فدیہ بطور افطاری اولاد اور بیٹوں کو دیا جا سکتا ہے ؟

سوال

میری والدہ روزے نہیں رکھ سکتی، اس لیے میں ان کی طرف سے ہر ماہ رمضان میں فدیہ دیتا ہوں، تو کیا یہ فدیہ اس کی اولاد اور ان کے بیٹوں کو افطاری کی شکل میں دیا جا سکتا ہے؟
یا کہ فدیہ طلباء کی افطاری کے لیے دینا ہو گا؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

بڑھاپے یا دائمی مرض جس سے شفایابی کی امید نہ ہو کی بنا پر روزہ نہ رکھ سکے تو وہ روزہ نہ رکھے اور اس کے بدلے ایک مسکین کو کھانا دے؛ کیونکہ فرمان باری تعالی ہے:

اور جو اس کی طاقت رکھتے ہوں وہ بطور فدیہ ایک مسکین کو کھانا دیں البقرة (184)

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما بیان کرتے ہیں کہ: یہ آیت منسوخ نہیں بلکہ وہ بوڑھے مرد اور عورت کے لیے ہے جو روزہ رکھنے کی استطاعت نہ رکھتے ہوں، کہ وہ اس کے بدلے ہر دن ایک مسکین کو کھانا کھلائیں. صحیح بخاری حدیث نمبر (4505).

اور وہ مریض جسے ایسی مرض لاحق ہو جس سے شفایابی کی امید نہ ہو تو وہ بھی بوڑھے شخص کی طرح ہے جو روزہ نہ رکھ سکتا ہو.

دیکھیں: المغنی لابن قدامہ (4 / 396).

اس سے یہ معلوم ہوا کہ یہ فدیہ ہر کسی کو نہیں دیا جا سکتا، بلکہ صرف مسکین کو دیا جائے گا.

لہذا اگر اس کی اولاد اور یا اولاد کی اولاد اور مذکورہ طلاب غنی ہیں اور فقراء نہیں تو انہیں کفارہ دینا جائز نہیں ہے.

دوم:

اور اولاد یا ان کے بیٹوں کو کفارہ دینا کے متعلق گزارش ہے کہ اہل علم نے اس مسئلہ میں کفارہ کو زکاۃ کی طرح

قرار دیا ہے، کہ جس کا نفقہ اس کے ذمہ ہے اسے کفارہ نہیں دیا جا سکتا.

اور ان جن کا نفقہ ان پر واجب ہے وہ اصل اور فرع ہے.

اصل یہ ہے: ماں باپ اور دادا، دادی.

اور فرع یہ ہے: بیٹے اور بیٹیا، اور ان کی اولاد.

ابن قدامہ رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں:

" دادے دادی اور اس سے بھی اوپر والوں (یعنی آباء اجداد) اور پوتا اور اس سے بھی نیچے والوں کا نفقہ واجب ہے، امام شافعی، ثوری اور اصحاب الرائے کا یہی کہنا ہے" انتہی

دیکھیں: المغنی ابن قدامہ (11 / 374)

اوراس بنا پر آپ مذکورہ کفارہ اولاد اور اولاد کی اولاد کو نہیں دے سکتے کیونکہ (آپ کی ماں) پر واجب ہے کہ ان پر خرچ کرے.

اور امام شافعی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں:

" قسم کا کفارہ کسی آزاد مسلمان اور محتاج کو دینے سے ادا ہو گا اگر کسی نے ذمی کافر اور محتاج کو کھانا دیا یا کسی غلام مسلمان غیر محتاج کو تو اس کی قسم کا کفارہ ادا نہیں ہو گا، اور اس کا حکم ایسے ہی جیسے کسی نے کچھ بھی نہ کیا ہو، اور اسے دوبارہ کفارہ ادا کرنا ہو گا، اور اسی طرح اگر کسی نے ایسے شخص کو کفارہ دے دیا جس کا نفقہ اس کے ذمہ ہے، اور پھر اسے علم ہوا تو اسے کفارہ دوبارہ دینا ہوگا" انتہی باختصار

دیکھیں: کتاب الام للشافعی (7 / 68).

اور " اسنی المطالب " میں ہے:

" مسکین اور فقیر کے بارہ میں یہ ہے کہ وہ زکاۃ لینے کے اہل ہوں، لہذا یہ کافر کو دینے سے ادا نہیں ہو گا.... اور نہ ہی اسے دینے سے جس کا نفقہ اس کے ذمہ لازم ہے.... کیونکہ کفارہ اللہ تعالی کا حق ہے، لہذا اس میں انہوں نے زکاۃ والی صفات کو معتبر شمار کیا ہے" انتہی

دیکھیں: اسنی المطالب (3 / 369).

ليكن اگر (آپ كى والدہ) مال قليل ہونے كى بنا پر ان پر خرچ كرنے كى استطاعت نہيں ركھتى، تو اس كے ليے ان پر خرچ كرنا واجب نہيں، كيونكہ اللہ سبحانہ وتعالى كا فرمان ہے:

اللہ تعالى كسى بھى جان كو اس كى استطاعت سے زيادہ مكلف نہيں كرتا البقرۃ (286).

تو اس حالت ميں آپ كے ليے كفارہ انہيں دينا جائز ہو گا.

صحيح بخارى اور مسلم ميں نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم سے ثابت ہے كہ آپ نے رمضان المبارك ميں روزے كى حالت ميں جماع كرلينے والے شخص كو كفارہ كى ادائيگى كے ليے كھجوريں ديں تو اس شخص نے كہا مدينہ ميں وہ سب سے زيادہ فقير اور محتاج ہے تو رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے اسے فرمايا تھا:

" جاؤ اپنے گھر والوں كو جا كر كھلا دو "

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالى فتح البارى ميں كہتے ہيں:

" ابن دقيق رحمہ اللہ تعالى كہتے ہيں: اس قصہ ميں مذاہب مختلف ہيں: ايك قول يہ ہے كہ: تنگ دست سے كفارہ كے سقوط پر دلالت كرتى ہے، كيونكہ كفارہ نہ تو اپنے آپ اور نہ ہى اہل وعيال كو ديا جا سكتا ہے.

اور جمہور علماء كا كہنا ہے كہ: تنگ دست سے كفارہ ساقط نہيں ہو گا اور جس شخص كو اس ميں تصرف كى اجازت دى گئى تھى وہ كفارہ ميں نہيں. (بلكہ وہ تو صدقہ تھا جو رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے اس شخص اور اس كے گھر والوں پر كيا تھا)

اور ايك قول يہ بھى ہے كہ: جب وہ اپنے اہل وعيال كے نان و نفقہ سے تنگ دست تھا تو اس كے ليے كفارہ ان پر صرف كرنا جائز ہوا، اور حديث سے بھى يہى ظاہر ہوتا ہے.

اور شيخ تقى الدين (شيخ الاسلام ابن تيميہ) كا كہنا ہے: اس سے بھى زيادہ قوى يہ ہے كہ وہ عطيہ شمار كيا جائے نہ كہ كفارہ، بلكہ وہ اس اور اس كے اہل و عيال پر صدقہ ہے، كيونكہ ان كى حاجت و ضرورت اس كى متقاضى تھى" انتہى مختصرا

تو اس سے حاصل يہ ہوا كہ جس كا نفقہ كفارہ دينے والے پر لازم ہوتا ہو تو وہ اسے كفارہ نہيں دے سكتا، اور اگر كفارہ دينے والا خود تنگ دست اور فقير ہو اور ان پر خرچ كرنے سے قاصر ہو تو بعض اہل علم كا كہنا ہے كہ اس حالت ميں انہيں كفارہ دينا جائز ہے.

اور سوال نمبر (20278) كے جواب ميں شيخ ابن عثيمين رحمہ اللہ تعالى كا فتوى نقل ہو چكا ہے كہ اپنے قريبى

رشتہ دار جن پر وہ اپنے فقر اور قلت مال کی بنا پر خرچ کرنے کی استطاعت نہیں رکھتا انہیں زکاۃ دینا جائز ہے.

اور میں یہ بھی ہے کہ:

" ان رشتہ داروں کو زکاۃ دینا جو زکاۃ کے اہل ہوں غیر رشتہ دار کو زکاۃ دینے سے افضل ہے، کیونکہ قریبی رشتہ پر صدقہ کرنا صدقہ اور صلہ رحمی ہے..

لیکن اگر ان رشتہ داروں کا تعلق ان افراد سے ہو جن کا خرچ اس کے ذمہ لازم ہے تو آپ انہیں زکاۃ دیں جو آپ کے مال کو ان پر خرچ کرنے سے بچائے تو ایسا کرنا جائز نہیں ہے.

لیکن اگر آپ کا مال اتنا نہیں کہ وہ انہیں پورا آتا ہو تو پھر اپنی زکاۃ میں سے انہیں دینے میں کوئی حرج نہیں" انتہی

خلاصہ یہ ہوا کہ:

جب (آپ کی والدہ) مالدار ہے، اور وہ ان پر خرچ کر سکتی ہے تو اس کے لیے انہیں زکاۃ دینی جائز نہیں، اور اگر وہ ان پر خرچ کرنے کی استطاعت نہیں رکھتی تو انہیں وہ کفارہ دے سکتی ہے.

سوم:

اور رہا مسئلہ یہ کہ وہ انہیں بطور افطاری دے تو اس میں کوئی حرج نہیں، کیونکہ آیت میں مطلقا ذکر ہے:

ایک مسکین کا کھانا فدیہ میں دے.

امید ہے کہ ایسا کرنے سے اجروثواب میں اضافہ کا باعث ہو گا، کیونکہ اس میں روزے دار کی افطاری بھی ہے، لیکن اس میں ایک شرط ہے کہ روزہ دار مسکین ہو، جیسا کہ اوپر بیان بھی ہو چکا ہے.

واللہ اعلم .